ڈاکٹر نعیمہ بی بی

ٹیچنگ اینڈ ریسرچ ایسوسی ایٹ

بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد

ناول حسن کی صورت حال۔ خالی ۔جگہیں ۔پر۔ کرو میں کردار نگاری کے تجربات

Abstract:

Novel Hassan ki sort e hall khali jaghen pur karo is the third novel of great fiction writer Mirza Ather Baig._One hundred and thirty human characters are presented in this novel.In this novel Most of the characters are identified by their works. In this novel Mirza Ather Baig has experimented a lot with characterization. This article analysis the experiment of characterization in novel Hassan ki sort e hall khali jaghen pur karo.

ناول حسن کی صورت حال۔ خالی ۔جگہیں ۔پر۔ کرو میں کم و بیش ایک سو تیس انسانی کردار پیش کیے گئے ہیں۔ جو ناول کی مرکزی کہانی یعنی حسن کی کہانی سے لے کر کباڑ کمپلیکس اور فلم پروڈکشنز پر مشتمل ہیں۔ ان میں بہت سے کردار ایسے ہیں جو ناول کی کہانی کو آگے بڑھانے میں مدد کرتے ہیں اور کہانی کے راوی بھی بنتے ہیں۔ مثلاً لیونا کاپلان کے نانا ڈیمیٹری سیمر نوف ، رائیٹر سیفی، ڈرئیور نور خان جو ناول کے راوی بھی ہیں اس کے علاوہ مرزا اطہر بیگ نے کرداروں کو ان کے کام کی نسبت سے ناول میں پکارا ہے۔ مثلاً ارشاد کباڑیا، جبار جمع کرنے والا، سیفی (رائیٹر)، پروفیسر صدر سلطان، ڈائریکٹر سعید کمال، باڈی بلڈر سعید کمال وغیرہ وغیرہ۔ یہ کام سے نام کی نسبت شاید اس لیے بھی ہے کہ قاری ہم نام کرداروں میں الجھ کر نہ رہ جائے اور اسے کردار پہچاننے میں آسانی ہو۔ اس میں کچھ بنیادی کردار ہیں کچھ ضمنی۔ کچھ کرداروں کے صرف نام ظاہر کیے گئے ہیں۔ جن کی بدولت کہانی آگے بڑھتی ہے۔

ناول کے بہت سے کردار ہم نام بھی ہیں۔ یہ ہم نامی بھی ایک تکنیک ہے جس کو پہلی مرتبہ مرزا اطہر بیگ نے اپنے ناول میں استعمال کیا ہے۔ اس سے قبل اردو ادب میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔ کرداروں کی ہم نامی سے

ناول کی کہانی میں رخنہ بھی پیدا ہوا ہے۔ لیکن یہ کردار نگاری میں ایک طرح کی جدت بھی ہے۔ سلیم الرحمٰن ناول کی کردار نگاری کا تجزیہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

> ایک ہی نام کے مختلف کردار بے معنویت کو اجاگر کرتے ہیں۔ ناموں میں کیا رکھا ہے؟
> اگر مصنف کچھ زیادہ بہادری کا مظاہرہ کرتا تو تمام کرداروں کو ایک ہی نام دے سکتا تھا
> لیکن یہ تمام قارئین پر ستم ڈھانے کے مترادف ہوتا۔[1]

اس کے علاوہ اس میں زیادہ تر کرداروں کی سراپا نگاری سے گریز کیا گیا ہے۔ کرداروں کی شناخت ان کے کاموں کے حوالے سے کروائی گئی ہے۔ ناول کے زیادہ تر کردار سرکس، تھیٹر اور فلمی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ کردار شہر کے رہنے والے ہیں۔ دیہاتی کردار نہ ہونے کے برابر ہیں سوائے ان چند کرداروں کے جو حسن گاؤں سے گزرتے ہوئے دیکھتا ہے، ان سے ملتا ہے یا انھیں بولتے ہوئے سنتا ہے۔

حسن کی صورت حال۔ خالی ۔جگہیں ۔پر۔ کرو کی خوبی یہ ہے کہ اس میں بے جان اشیا کو بھی بطور کردار پیش کیا گیا ہے۔ یہ بے جان اشیا بھی کہانی کو آگے بڑھاتی ہیں۔ ہر چند کہ یہ چیزیں کہانی میں اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتیں بلکہ خاموش رہتی ہیں۔ بلکہ راوی ان اشیا کی کہانی کو کرداروں کی مدد سے آگے بڑھایا گیا ہے۔

مصنف کے نزدیک یہ اشیا بھی انسانی کرداروں کی طرح اہم ہیں۔ کیونکہ ہماری روزمرہ زندگی میں اشیا کو انسانوں سے الگ نہیں کیا جا سکتا جب انسان اپنی توجہ ان اشیا کی جانب مبذول کرتے ہیں تو کچھ دیر کے لیے وہ نئی تاریخ میں پاؤں رکھ لیتے ہیں۔ اس طرح اشیا اور ان کی تاریخ ناول کے بیانیے میں مرکزی اہمیت اختیار کر جاتی ہیں۔ مصنف کہتے ہیں:

> دیکھو چیزوں کے ساتھ کیا کچھ نہیں ہو جاتا اور بعض اوقات ان کے ساتھ ہونے
> والی کے نتیجے میں ان کے مالکوں کے تعلق داروں کے ساتھ کیا کچھ نہیں ہو جاتا۔[2]

اس طرح یہ اشیا اور ان کی تاریخ ناول میں مرکزی اہمیت اختیار کر جاتی ہیں۔

حسن کی صورت حال۔ خالی ۔جگہیں ۔پر۔ کرو کے نمایاں بنیادی کردار:۔

حسن کی صورت حال۔ خالی ۔جگہیں ۔پر۔ کرو میں بنیادی کردار تو حسن رضا ظہیر ہی کا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ناول کے اہم کرداروں میں کباڑ کمپلیکس اور فلم پروڈکشنز کے لوگ بھی شامل ہیں

۔ مرزا اطہر بیگ کے اس ناول میں بنیادی کرداروں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کرداروں کے ناموں سے کئی تاریخی کردار یاد آ جاتے ہیں ۔ یا یوں کہیے کہ کہ ان کے کردار تاریخی ہیں۔ اگرچہ مرزا اطہر بیگ اس بات کو جھٹلاتے ہیں کہ ان کے کردار کسی اور تاریخی کردار سے اخذ شدہ ہیں۔ ڈاکٹر نجیبہ عارف کو دیے گئے اپنے ایک انٹرویو میں وہ کہتے ہیں کہ :

> جو کردار ہم تخلیق کرتے ہیں فکشن میں، وہ بالکل فرضی ہوتے ہیں۔ کم از کم
> میں نے تو کبھی ایسا نہیں کیا کہ زندگی سے یا اپنے تجربے سے کچھ کردار اٹھائے
> ہوں یا مجھے زندگی میں کچھ ایسے لوگ ملے ہوں جن کو میں نے ناول میں کردار
> کی صورت میں پیش کیا ہو۔ وہ پوری طرح میرے تخیل کی پیداوار ہوتے ہیں۔ [۳]

لیکن حقیقت یہی ہے کہ ان کے کردار تاریخی کرداروں سے لیے گئے ہیں۔ جنھیں انھوں نے فکشن کے لبادے میں پیش کر دیا ہے۔ ہم بنیادی کرداروں کا تجزیہ کرتے ہوئے ان تاریخی کرداروں پر بھی مفصل روشنی ڈالیں گے

حسن رضا ظہیر:۔

پورا ناول حسن رضا ظہیر کے کردار کے گرد گھومتا ہے۔ ناول کا بیانیہ بھی اسی کردار کے توسط سے ترتیب دیا گیا ہے۔ حسن رضا ظہیر کا نام ایک تاریخی واقعے کے ساتھ منسلک ہے اگرچہ مرزا اطہر بیگ کہتے ہیں کہ انھوں نے کوئی کردار حقیقی زندگی سے نہیں لیا۔ مگر حسن رضا ظہیر اور حسن ناصر کے کردار میں بہت کچھ مشترک ہے۔

> حسن ناصر مظلوم طبقات کے حق میں آواز اٹھانے اور جبر کے نظام
> کو بدلنے کی پاداش میں حکمرانوں کے غیض و غضب کا نشانہ بن گئے
> تھے۔ تیرہ نومبر 1960ء کو لاہور کے بدنام زمانہ عقوبت خانے
> شاہی قلعہ میں خوفناک تشدد کے بعد قتل کر دیے گئے۔ موت کے
> گھاٹ اتار دیے گئے۔ [۴]

حسن ناصر اور حسن رضا ظہیر کے کردار میں کئی مماثلتیں ہیں مثلاً حسن ناصر کو مسلسل تشدد کے بعد قتل کیا گیا ہے۔ بعینہ اسی طرح گول میز پر سیاسی مخالفین کا قتل کیا جاتا ہے۔ حسن ناصر کی ہتھیلیوں میں میخیں گاڑی گئیں اور پلاس سے ناخن بھی اکھاڑ لیے گئے تھے بالکل اسی طرح سرجن سرنج اپنے مخالفین سیاسی لوگوں کو قتل کرتا ہے۔ ان کے ناخن اکھاڑتا ہے۔ ہاتھ میں میخیں گاڑتا ہے اور برمے سے گھٹنوں میں سوراخ کر دیتا ہے۔ حسن ناصر کئی دن روپوش رہا جس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ حسن رضا ظہیر بھی تین دن کے لیے لاپتہ ہوتا ہے ان تین

دنوں میں اسے کوئی تلاش نہیں کر سکتا نہ ہی ان تین دنوں کا احوال کوئی جانتا ہے۔اس لیے اتنے حوالوں سے یہی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ حسن کا نام اسی کردار سے لیا گیا ہے۔

پروفیسر صفدر سلطان:۔

پروفیسر صفدر سلطان ایک ادھیڑ عمر شخص ہے اور ماہر عمرانی علوم کی حیثیت اور ایک مفکر کے طور پر جانا جاتا ہے ۔ناول میں پروفیسر کا کردار خردافروزی کے نظریات اور نئی نئی ایجادات کے موجد کے طور پر مشہور ہے ۔انھوں نے تمام عمر شہر میں گزاری ہے اور درس وتدریس کے شعبے سے منسلک رہے ہیں۔

پروفیسر خردافروزی پر ایک مقالہ لکھتا ہے تاکہ اس کے ذریعے وہ مسلمانوں کی حالت زار کو بدل سکے۔یہ مقالہ لکھنے کا خیال پروفیسر کو اس وقت آتا ہے جب وہ ہائیڈل برگ یونی ورسٹی میں طالب علم ہوتا ہے اور مختلف افکار بہت توجہ سے پڑھ رہا ہے۔۔یہی وجہ ہے کہ پروفیسر نے روشن خیالی کی تحریک کو بخوبی پڑھا ہے۔اسی لیے وہ مغربی ترقی کا راز بھی جان جاتا ہے۔یہیں پر ہی پروفیسر کے ذہن میں ایک ایسی کتاب لکھنے کا خیال آتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنی قوم کی حالت بدل سکے۔پہلے تو پروفیسر اس کا ذکر کسی سے نہیں کرتے ہیں۔مگر بعد میں اس کا ذکر پروفیسر ہینز بینڈر Hens bender سے کرتا ہے۔پروفیسر ہائیڈل برگ میں ان کے استاد ہیں اور انھیں مختلف مشورے دیتے رہتے ہیں۔

پروفیسر کے کردار کی یہ خوبی ہے کہ وہ اپنے دل میں امت کا درد رکھتے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ مغرب کے رہنے والے لوگ مسلمانوں کی عقل کے دشمن ہیں اور انھیں مختلف اوقات میں نیچا دکھاتے رہتے ہیں اور مسلمانوں کو کبھی ترقی نہیں کرنے دیں گے۔اس لیے شاید پروفیسر کو ان میں سے کسی پر اعتبار نہیں ہے۔چنانچہ وہ اپنے اس مقالے کا ذکر کسی سے نہیں کرتے ہیں صرف پروفیسر ہینز بینڈر سے اس لیے ذکر کرتے ہیں کہ اب انھیں پروفیسر پر اعتماد ہے۔

لیکن جب وہ پروفیسر ہینز بینڈر Hens bender سے اپنے مقالے کا ذکر کرتے ہیں تو پروفیسر صفدر سلطان کو لگتا ہے کہ پروفیسر ہینز بینڈر Hens bender اس پر ہنس رہا ہے مگر یہ اس کا محض وہم ہے۔پروفیسر ہینز اسے کہتا ہے کہ وہ اپنے اس منصوبے پر کام کرنا شروع کر دے۔اس لیے پروفیسر خردافروزی کے مقالے پر کام شروع کر دیتے ہیں۔

پروفیسر کا کردار ایک رحم دل اور مہربان انسان کا کردار ہے۔ وہ بہت محنتی ہے۔ لیکن مرزا اطہر نے اس کردار کا ظاہری حلیہ اور عادات وخصائل کو اتنا پیش نہیں کیا جتنا ان کے مقالے کے لی کی گئی محنت کو پیش کیا گیا ہے۔ ان کے خرد افروزی کے نظریات دراصل مصنف کے اپنے نظریات ہیں جنھیں ناولوں کے چوکھٹے میں فٹ کر دیا گیا ہے۔

مرزا اطہر بیگ کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے اس کردار کو ممکنہ صورتوں میں پیش کیا ہے۔ یعنی یہ اس کردار کی ممکنہ صورتیں ہوسکتی ہیں۔ اصل کردار کیا ہے؟ کیسے ہے؟ کس صورت میں ہے؟ آخر میں اس کے ساتھ کیا ہوگا؟ پروفیسر ایجادات کر سکتا ہے یا نہیں؟ پروفیسر طالبہ سے دست درازی کے بعد روپوش ہو جاتا ہے تو پھر مسودہ کیسے شائع کراتا ہے؟ اس بارے میں ناول کا متن بالکل خاموش ہے۔

مقالہ شائع کرانے کے بعد پروفیسر کے مقالے میں سرقہ ثابت ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد پروفیسر کو علمی وادبی حلقوں میں لعن طعن کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ وہ تب بھی روپوش ہو جاتا ہے۔ اس کردار کی بھی کئی ممکنہ صورتیں ہیں جنھیں ناول میں واضح نہیں کیا گیا ہے۔ ناول میں اس ایک کردار کو کئی صورتوں میں دکھا کر قاری کو الجھن میں مبتلا کیا گیا ہے۔ پروفیسر صفدر سلطان کے نام کی بھی ایک معنویت ہے۔ اگرچہ مرزا اطہر بیگ کا یہ کہنا ہے کہ ان کے کردار تمام کے تمام بس فکشن کے کردار ہیں۔ مگر پروفیسر کا کردار مرزا اطہر بیگ نے حقیقی تاریخی کردار سے لیا ہے۔ ان کا تو نام بھی عین وہی ہے جو حقیقی زندگی کے پروفیسر صفدر سلطان کا ہے۔ یہ کردار ایک اصلی حقیقی انسان پروفیسر صفدر سلطان سے لیا گیا ہے جس کے لیے یہ حوالہ دیکھا جاسکتا ہے۔

صفدر سلطان اصلاحیؒ: ہمدم وہم راز ★ مضامین ڈاٹ کام Mazameen.com (۵)

ناول کے کردار پروفیسر صفدر سلطان اور اصلی کردار صفدر سلطان میں بہت سی مماثلتیں پائی جاتی ہیں۔ دونوں ہم نام ہیں۔ دونوں کے دل میں امت کا درد ہے۔ دونوں نیکی، امن، اخوت، بھائی چارے، ماں باپ کی خدمت، حقوق العباد، نماز، روزے کی پابندی اور انسانیت کا درس دیتے ہیں۔ دونوں مسلمانوں کی اصلاح چاہتے ہیں۔ دونوں مقالے لکھتے ہیں۔ علمی وادبی حلقوں میں دونوں مقبول ہیں۔ اس لیے ناول کا یہ کردار پروفیسر صفدر سلطان کا ہی کردار لگتا ہے۔ اس کے علاوہ مولوی کمال دین کے بیٹے سعید کمال کی اصلاح کرنے والا صوفی بزرگ صفدر سلطان بھی سعید کمال کی ذہنی تربیت انہی خطوط پر کرتا ہے جن پر یہ اصلی کردرار صفدر سلطان کرتا ہے۔ اس لیے یہ قیاس ہے کہ اس فکشنی شخصیت میں بھی حقیقی کردار کی جھلک موجود ہے۔

سعید کمال (پروفیسر صفدر سلطان کا شاگرد):

سعید کمال پروفیسر صفدر سلطان کا ذہین و فطین شاگرد ہے۔ سعید کمال وزارت داخلہ میں ڈپٹی سیکرٹری ہے۔ سعید کمال کو پروفیسر صفدر سلطان کے خردافروزی کے مقالے میں گہری دلچسپی ہے۔ اس لیے کہ ایک تو پروفیسر اس پر بہت اعتماد کرتا ہے اور دوسرے پروفیسر نے ہائیڈل برگ سے ہی اپنے اس شاگرد کو اس منصوبے میں شامل کر لیا ہے۔ اس لیے وہ اس مقالے کی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی اپنے اس شاگرد کو بتاتا ہے اور اس کی رائے کو اہمیت دیتا ہے۔

سعید کمال کا کردار تضادات کا حامل ہے ایک طرف تو وہ پروفیسر کے مسودہ گم ہو جانے کے بعد اس کے ساتھ یوں رہتا ہے جیسے وہ اس کے غم میں برابر کا شریک ہے دوسری طرف اس کے چہرے پر ایک عیارانہ مسکراہٹ ہے جیسے وہ اس بات سے بہت خوش ہے کہ پروفیسر کا مسودہ نہیں مل رہا۔

اس کے علاوہ سعید کمال خردافروزی کے اسی مقالے پر امریکہ سے پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کرتا ہے۔ پروفیسر کے کردار کی طرح اس کے شاگرد کے کردار کی بھی ممکنہ صورتیں دی گئی ہیں۔ یعنی اس کے پاس مسودے کی فوٹو کاپی موجود ہے وہ اسی مسودے پر ڈگری لیتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ پروفیسر مسودہ ملنے کے بعد اسے چھپواتا ہے لیکن چونکہ سعید کمال پہلے ہی اس مقالے کو شائع کروا چکا ہے اس لیے پروفیسر پر سرقے کا الزام لگتا ہے اور پروفیسر ملک چھوڑ جاتا ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ سعید کمال پروفیسر کو کہتا ہے کہ یہ قوم خردافروزی کے قابل نہیں اس لیے خردافروزی پر لعنت بھیجی جائے۔ یوں سعید کمال نجی محفلوں میں پروفیسر کی یہ بات سنا سنا کر اس کا مضحکہ اڑاتا ہے۔ سعید کمال کا یہ کردار بہت سیاسی اور منافق ہے۔

سعید کمال (فلم ڈائریکٹر):

سعید کمال (فلم ڈائریکٹر) کا تعلق ناول کے ان کرداروں سے ہے جن کا تعارف مصنف نے خود دیا ہے۔ ان کا ظاہری حلیہ اور شکل وشباہت سب ناول میں بیان کی گئی ہیں۔ سعید کمال اس ایشیائی نسل سے تعلق رکھتا ہے جن کا رنگ گورا ہوتا ہے۔ سعید کمال کا قد پانچ فٹ اور دس انچ ہے جسے وہ اونچی ایڑھیوں والے جوتے پہن کر مزید اونچا کرتا ہے۔ اپنے چہرے کو لمبوترا کرنے کے چکر میں رہتا ہے کیونکہ سعید کمال کا خیال ہے کہ انٹلکیچوئلز کے چہرے لمبوترے ہوتے ہیں۔ اس کی عمر چالیس سال کے قریب ہے۔ وہ ایک متلون مزاج شخص ہے ایک چیز پر ٹک کر

نہیں رہ سکتا۔ کبھی فرنچ کٹ داڑھی رکھ لیتا ہے کبھی داڑھی صاف کر دیتا ہے۔ گھسی ہوئی جینز اور ٹی شرٹ پہنتا ہے ۔ معمولی آنکھوں کو ہر وقت سوچ میں ڈبوئے رکھتا ہے تاکہ لگے کہ وہ ایک غیر معمولی انسان ہے۔

بتیس سال کی عمر میں جب سعید کمال ایک ٹی۔ وی پرڈیوسر ہوتا ہے تب "سابقہ عظیم نجات دہندہ" کا دور شروع ہوتا ہے۔ اس دور میں جہاں اور بہت سے ٹی۔ وی کے لوگ عتاب میں آتے ہیں وہیں سعید کمال کو بھی نوکری سے نکال دیا جاتا ہے۔ سعید کمال کا تعلق چونکہ ایک امیر خاندان سے ہے اس لیے اس کو ذرائع معاش کی فکر نہیں ہے بلکہ وہ اس وقت کو غنیمت جان کر چیکوسلواکیہ کی ایک آرٹ اکیڈمی میں داخلہ لے لیتا ہے۔ سعید کمال کو یہاں یورپی ڈائریکٹرز کے کام کو براہ راست سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ سعید کمال تو پہلے ہی مقامی فلموں اور ہمسایہ ملک کی فلموں پر کڑی تنقید کر کے انھیں کچرے کے ڈھیر پر پھینکنے کا مشورہ دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ بات بات پر یورپی حوالے دیتا ہے۔ چیکوسلواکیہ میں آرٹ سیکھنے کے دوران اس نے سرئیلسٹ فلم بنانے کا سوچتا ہے۔ اس لیے اس نے انیلا بلال (رائیٹر کم ایکٹرس) اور سیفی (رائیٹر) کو کہا ہے کہ وہ اس کے وطن واپسی تک فلم کی کہانی اور فلم کی لوکیشن وغیرہ سوچ رکھیں۔ تاکہ واپس آتے ہی وہ فلم پر کام شروع کر سکے۔ سعید کمال کا خیال ہے کہ وطن واپسی پر اسے گرفتار کر لیا جائے گا لیکن ایسا کچھ نہیں ہوتا ہے اس کے وطن واپس آنے کے بعد جب حکومت کی طرف سے کوئی خاص ردعمل نہیں آتا تو سعید کمال فلم کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

سعید کمال اپنے استاد حکمت بہزاد سے بہت متاثر ہے۔ اس کے علا وہ وہ مخصوص کرسی پر بیٹھنے کا عادی ہے۔ اسے نظروں میں رہنے کی عادت ہے۔ سعید کمال کو عورتوں سے مخصوص تعلقات رکھنے میں بھی مہارت حا صل ہے اس کے علاوہ اسے اپنے بارے میں افواہیں اڑانے کا بھی شوق ہے اس لیے وہ اپنے بارے میں باتیں کرتا رہتا ہے تاکہ اس کی شہرت برقرار رہے۔ سعید کمال نرگسیت پسند ہے وہ اپنے علاوہ کسی کو پسند نہیں کرتا۔

دراصل سعید کمال کے کردار کے اندر نمود و نمائش کا عنصر بہت ہے وہ اپنے آپ کو باس کہلوانا پسند کرتا ہے ۔ وہ عورتوں کے درمیان اپنی موجودگی کو پسند کرتا ہے اس لیے اس کے ارد گرد ہر وقت خواتین کا جھمگٹا رہتا ہے ۔ اس کی بے شمار خواتین دوست ہیں اس کے علاوہ یہ اپنے مخصوص مسائل کے حل کے لیے ببلی کے پاس بھی جاتا رہتا ہے۔ اس کا فلم بنانے کا جنون ناول کے آخر تک برقرار رہتا ہے مگر وہ فلم نہیں بنا پاتا۔

سیفی (رائیٹر):

سیفی فلم پروڈکشنز کا رائیٹر ہے۔اس کا اصل نام سیف اللہ ہے لیکن سیفی کہلوانا پسند کرتا ہے۔ سیفی انیلا بلال (رائیٹر کم ایکٹرس) کے قد کے برابر ہے لیکن اس کو دیکھ کر یہ احساس نہیں ہوتا کہ اس کا قد چھوٹا ہے۔ صاف رنگت، چہرہ لمبوترا، بڑی آنکھیں، کان غیر معمولی طور پر بڑے ہیں جنھیں بالوں میں چھپالیتا ہے۔نائی کو خاص طور پر ہدایت کرر کھی ہے کہ اطراف کے بال نہیں کاٹنے ہیں۔

سیفی کو ہر وقت کچھ نہ کچھ لکھنے کا جنون ہے۔ وہ اپنی اس بے ساختہ لکھی ہوئی تحریر کو "گھسیٹا کاری" کا نام دیتا ہے۔ وہ ہر وقت لکھتا رہتا ہے دوستوں کی محفل میں، سنجیدہ مجالس میں، میٹنگز میں، سفر کے دوران، ہوٹل میں کھانا کھاتے ہوئے، کہیں بھی وہ لکھنا شروع کر دیتا ہے۔ مرزا اطہر بیگ خود بھی ایسے ہی کرتے ہیں جیسے ان کا یہ کردار سیفی کر رہا ہے۔ محمد عاصم بٹ کو دیے گئے اپنے ایک انٹرویو میں مرزا اطہر بیگ کہتے ہیں کہ

میں کسی بھی جگہ کسی بھی طرح کے موڈ کی رائٹنگ کر سکتا ہوں۔۔۔
میں نے ایک ڈائری رکھی ہوئی ہے جو ہمیشہ میرے پاس رہتی ہے۔
جس میں جب کبھی مجھے کوئی نقطہ سوجھتا ہے تو میں اس میں لکھ لیتا ہوں۔[۶]

سیفی کا کردار مرزا اطہر بیگ کے پہلے دونوں ناولوں غلام باغ کے کبیر مہدی اور صفر سے ایک تک (سائبر سپیس کے منشی کی سرگزشت) کے ذکی سے ملتا جلتا ہے۔ سیفی جس کام کو "گھسیٹا کاری" کہتا ہے۔ کبیر مہدی اسی کام کو "لا لکھائی" کا نام دیتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سیفی کے اس کردار کے پیچھے خود مرزا اطہر بیگ موجود ہوں۔ کیونکہ تینوں ناولوں کے کردار جتنی مماثلت رکھتے ہیں جتنا ان کے اندر یکسانیت ہیں اس کردار سے یہی لگتا ہے کہ مصنف تخلیق کے وقت ان کرداروں کے اندر آموجود ہوتا ہے۔ سیفی کے لمبے بالوں، اور اس کے حلیے سے بھی یہی گمان ہوتا ہے کہ یہ مرزا اطہر بیگ خود ہیں۔

انیلا بلال(رائیٹر کم ایکٹرس):

انیلا بلال (رائیٹر کم ایکٹرس) ہے۔ فلم پروڈکشنز گروپ میں انیلا بلال کی بہت اہمیت ہے۔ انیلا بلال کا قد عام خواتین کی نسبت کچھ دراز ہے۔ گندمی رنگت ہونے کے باوجود کافی قبول صورت ہے۔ وہ اپنے باب کٹ بالوں اور کتابی چہرے کی وجہ سے ارد گرد لوگوں میں بہت مقبول ہے۔ انیلا بلال لباس کے معاملے میں انتہائی لاپرواہ ہے لیکن کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ یہ جان بوجھ کے کرتی ہے تاکہ وہ سیکسی لگ سکے۔ یہ خیال رکھنے والے لوگوں میں سرفہرست فلم ڈائریکٹر سعید کمال ہے۔

انیلا بلال کے والد محکمہ ماہی گیری میں ڈپٹی ڈائریکٹر ہیں۔انیلا بلال بیٹا بن کر اپنے باپ کی چار بہنوں کو بیاہنے اور بھائی کو اعلیٰ تعلیم دلوانے مدد کرتی ہے۔ لیکن اس سب کے بعد وہ بیٹا ہی بن کر رہ جاتی ہے۔پہلے پہل وہ ریڈیو میں نوکری کرتی ہے اس کے ساتھ وہ سگریٹ بھی پینا شروع کر دیتی ہے۔بعد میں ٹی۔وی کے لیے ڈرامے بھی لکھتی ہے اور ڈراموں میں اداکاری بھی کرتی ہے۔انیلا بلال سعید کمال کے لیے پانچ ڈرامے لکھتی ہے اور اس کے لیے تین ڈراموں میں مرکزی کردار بھی ادا کرتی ہے۔ایک اور ڈرامہ پرڈیوسر انیلا بلال کو اپنے ڈرامے میں مرکزی کردار اس شرط پر دینا چاہتا ہے کہ انیلا بلال اس کے ساتھ سوئے۔ جس کا جواب انیلا بلال یہ دیتی ہے کہ :

> اگر سونا ہی ہوا تو میں سعید کمال کے ساتھ سونا پسند کروں گی اور وہ بھی ظاہر ہے
> ٹیلی ویژن پر کام حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ اس لیے کہ سونا ہر مرد وزن کا
> بنیادی انسانی حق ہے۔ ۲

اس بیان کے بعد سعید کمال کو بھی نوکری سے برطرف کر دیا جاتا ہے اور انیلا بلال کو بھی ٹی۔وی سے نکال دیا جاتا ہے۔ لیکن انیلا بلال سعید کمال سے رابطہ ختم نہیں کرتی۔ بلکہ وہ اس کی فلم کے لیے لکھنے لگتی ہے تاکہ وہ سر کلیسٹ فلم بنا سکیں۔اس فلم کے لیے انیلا بلال بہت پرجوش ہے۔ حتٰی کہ فلمی بجٹ کے لیے وہ سیٹھ صفدر سلطان کو اپنی اداؤں میں پھنساتی ہے۔

مجموعی طور پر انیلا بلال کا کردار ایک شریف عورت کا کردار ہے باوجود اس کے کہ وہ ٹیلی ویژن انڈسٹری سے وابستہ ہے۔وہ دیگر عورتوں کی طرح رہتی ہے۔مرد اسے اپنے ساتھ سونے کی آفر کریں تو منع کر دیتی ہے۔اس کے علاوہ جب انھیں لکی سٹار تھیٹر سے تھانے جانا پڑتا ہے تب بھی وہ سیفی کو منع کرتی ہے کہ وہ تھانیدار سے نہ الجھے اور اپنی عزت کی حفاظت کرتی ہے۔اس طرح انیلا بلال کا یہ کردار مشرقی عورت کی نسوانیت کی عکاسی بھی کرتا ہے۔

ناول حسن کی صورت حال۔ خالی ۔جگہیں ۔پر۔ کرو کے متنوع ہم نام کردار:

سعید کمال:

سعید کمال	پروفیسر صفدر سلطان کا شاگرد (ناول کے بنیادی کرداروں میں شامل ہے)
سعید کمال	غریب باڈی بلڈر ہے۔

سعید کمال	اے۔ایس۔پی سعید کمال ایک محافظ دستے کا سربراہ ہے۔
سعید کمال	زونل منیجر ہے۔
سعید کمال	مولوی کمال دین کا بیٹا۔دسویں جماعت کا شاگرد ہے۔
سعید کمال	فلم ڈائریکٹر (ناول کے بنیادی کرداروں میں شامل ہے)
سعید کمال	آدم زاد۔اساطیری کہانی کا کردار۔
سعید کمال	فلم شمع اور شامہ کا ایک ہیرو۔جو برکت کا جڑواں بھائی ہے۔
سعید کمال	مترجم بچہ جو نظم بابا بلیک شیپ کا ترجمہ کرتا ہے۔
سعید کمال	تھیٹر میں رانجھے کا کردار ادا کرنے والا ایک اداکار ہے۔

صفدر سلطان:

صفدر سلطان	پروفیسر:(ناول کے بنیادی کرداروں میں شامل ہے)
صفدر سلطان	حوالدار صفدر سلطان ہے۔
صفدر سلطان	سیٹھ:(ناول کے بنیادی کرداروں میں شامل ہے)
صفدر سلطان	فلم شمع اور شامہ میں سعید کمال اور برکت کا باپ ہے۔
صفدر سلطان	زونل منیجر سعید کمال کا باپ ہے۔
صفدر سلطان	فلم ڈائریکٹر سعید کمال کا کولیگ اور بدترین دشمن ہے۔
صفدر سلطان	صفدر سلطان ایک صوفی بزرگ ہے۔

سیفی(سیف اللہ):

سیفی	فلم پروڈکشنز کا رائیٹر: جسے لکھنے کا شوق ہے۔(ناول کے بنیادی کرداروں میں شامل ہے)
سیفی	یہ فلم نہیں بن سکتی کا فلمی کردار۔
سیفی	فلم شمع اور شمامہ کا ولن ہے۔
سیفی	رحمان دادا کا بھتیجا ہے۔
سیفی	زونل منیجر سعید کمال کا چھوٹا بھائی ہے۔
سیفی	اے۔ایس۔پی سعید کمال کی منگیتر انیلا کا ممکنہ دوسرا شوہر ہے۔

انیلا بلال:

انیلا	انیلا بلال: اے ایس پی سعید کمال کی منکوحہ ہے۔
انیلا	انیلا بلال: زونل منیجر سعید کمال کی منگیتر ہے
انیلا	انیلا بلال: لکی سٹار کی سسی ہے۔جو اپنا کردار نبھانا بخوبی جانتی ہے۔
انیلا	انیلا بلال: فلم پروڈکشنز کی رائیٹر کم ایکٹرس (ناول کے بنیادی کرداروں میں شامل ہے)
انیلا	انیلا پری: چاہ پریاں والے اساطیری کہانی کا کردار ہے۔
انیلا	فلم شمع اور شمامہ میں شمامہ کی سہیلی: ایک فلمی کردار ہے۔

عبدالجبار(جبار)

جبار	ارشاد کباڑیے کا ساتھی (ناول کے بنیادی کرداروں میں شامل ہے)
جبار	فسادی نوجوان: جو عظیم نجات دہندہ سے نجات کے بعد ہنگامے میں شریک ہوتا ہے۔
جبار	ہوٹل کا مالک جہاں لکی سٹار تھیٹر کے لوگ ٹھہرتے اور کھانا کھاتے ہیں۔

جبار	سیٹھ صفدر سلطان کے دوست ارشاد کے دادا کا دوست ہے۔
جبار	پروجیکشنسٹ بالی کا دوست ہے۔
جبار	زونل منیجر سعید کمال کا بھائی جو خالدہ کو زیادتی کے بعد قتل کر دیتا ہے۔

ارشاد:

ارشاد	کباڑیا(ناول کے بنیادی کرداروں میں شامل ہے)
ارشاد	ڈرائیور: حوالدار صفدر سلطان کا ساتھی ہے۔
ارشاد	سیٹھ صفدر سلطان کا کاروباری دوست ہے

ماسٹر یاسین:

ماسٹر یاسین	سرکس والوں کا ساتھی ہے۔
ماسٹر یاسین	فلم پروڈکشنز کا کیمرہ مین ہے۔
ماسٹر یاسین	تھیٹر کا ہر فن مولا ہے اسے جو کردار ادا کروایا جائے یہ فوراً کر لیتا ہے۔
ماسٹر یاسین	بے بی کٹار کا شوہر ہے۔ جو نہایت نکما انسان ہے۔
ماسٹر یاسین	مستری جو گول میز کو پالش کرتا ہے۔

حسن:

حسن	حسن رضا ظہیر (ناول کا مرکزی کردار)
حسن	جبار جمع کرنے والے کا ساتھی ہے جو قبروں کے کتبے گننے میں مدد کرتا ہے۔

خوشیا:

خوشیا	سرکس کا ایک نوجوان ہے جو سرکس میں چھوٹے موٹے کردار ادا کرتا ہے۔
خوشیا	فلم پروڈکشنز کا ایک رکن (ناول کے بنیادی کرداروں میں شامل ہے)

غیاث:

غیاث	طبلچی ہے۔ جو سرکس مے مختلف شوز میں طبلہ بجاتا ہے۔ اپنے کام میں انتہائی ماہر ہے۔
غیاث	پولیس والا ہے جسے لکی سٹار تھیٹر ہنگامے میں بالی اپنی بیسا کھی سے زخمی کر دیتا ہے۔

بے بی کٹار:

بے بی کٹار	لکی سرکس کی اداکارہ ہے۔
بے بی کٹار	بابا خوشیا کی محبوبہ ہے۔

سینڈو:

سینڈو	مردوں کی سیانی بلی کا شوہر سینڈو (جو فلم میں سٹنٹ مین کا کردار ادا کرنے کا شوقین ہے)
سینڈو	ماسٹر سہراب جو لکی سٹار تھیٹر میں کام کرتا ہے۔

دلدار:

دلدار	سرکس تھیٹر میں کیپٹن ینگ کا کردار ادا کرنے والا فنکار اور باورچی ہے۔
دلدار	الحاج صفدر سلطان کا نوکر ہے۔

۳۔۱۴۔ جان:

جان	گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ کا نمائندہ جان ہے
جان	گول میز خریدنے والا شراب خانے کا مالک ہے۔

ناول حسن کی صورت حال۔ خالی ۔جگہیں ۔پر۔ کرو میں کردار نگاری کے بہت سے تجربات کیے گئے ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ کہ مرزا اطہر بیگ نے بہت سے تاریخی کرداروں کے ناموں کو اپنے ناول کے بنیادی کرداروں کا نام دیا ہے۔ نہ صرف نام بلکہ ان کرداروں کی کچھ خصوصیات بھی مرزا اطہر بیگ کے تخلیق کردہ کرداروں میں موجود ہیں۔

مرزا اطہر بیگ نے کردار نگاری میں ایک منفرد تجربہ یہ کیا ہے کہ اکثر کرداروں کو ممکنہ صورتوں میں یوں پیش کیا ہے کہ اصل کردار ممکنہ صورت اور فلمی کردار میں یوں گڈ مڈ ہو گیا ہے کہ اصل کا ادراک ہی نہیں ہوتا۔ مثلاً پروفیسر صفدر سلطان کا کردار ہے وہ فلمی صفدر سلطان کے کردار اور تجربات کے کردار کے ساتھ اور آخر میں ممکنہ صورتوں میں گڈ مڈ ہے۔

ارشاد کباڑیا اصل کردار اور فلمی ارشاد کباڑیا کے درمیان گڈ مڈ ہے۔ سیفی رائیٹر اور سیفی فلمی کردار بھی آپس میں یوں جڑے ہیں کہ قاری انھیں آسانی سے الگ نہیں کر سکتا ہے یوں بہت سے کرداروں کی انفرادیت بھی باقی نہیں رہتی ہے۔

اس کے علاوہ ایک منفرد تجربہ ہم نامی کا ہے۔ اگرچہ بہت سے کردار ہم نام ہونے کے باوجود گم نام رہ جاتے ہیں۔ جیسے اس ناول میں صرف سعید کمال کے کردار کو دیکھ لیں۔ ڈائریکٹر سعید کمال، اور پروفیسر صفدر سلطان کے شاگرد بہت شہرت پاتے ہیں لیکن سرکس میں رانجھے کا کردار ادا کرنے والا سعید کمال گم نام ہے۔ پروفیسر صفدر سلطان اپنے خرد افروزی کے مقالے پر بہت مشہور ہوتے ہیں اسی طرح سیٹھ صفدر سلطان فلمی صنعت کے ساتھ وابستہ ہونے اور اپنی دولت کے بل بوتے پر شہرت حاصل کرتے ہیں جبکہ حوالدار صفدر سلطان اور بزرگ صوفی صفدر سلطان گم نام رہتے ہیں۔ یہی حال باقی ہم نام کرداروں کے ساتھ بھی ہے۔

تیسرا منفرد تجربہ چیزوں کو بطور کردار پیش کرنا اور ان کے انسانی زندگی پر اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ چوتھا جبار کے کتے ہوپ کو ایک تاریخی کردار بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ یہ سب تجربات ناول حسن کی صورت

حال۔ خالی ۔جگہیں ۔پر۔ کرو کواپنے عہد کے دوسرے ناولوں سے نہ صرف منفرد بناتے ہیں بلکہ اسے ایک مابعد جدید ناول بھی ثابت کرتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ محمد سلیم الرحمٰن، گلاب جامن، شیمپین اور معانی پچولی www.dunyapakistan.com/25349 /

۲۔ مرزا اطہر بیگ، حسن کی صورت حال۔خالی۔جگہیں۔پر۔کرو، ۲۰۱۵، لاہور: سانجھ پبلی کیشنز ص ۶۸

۳۔ نجیبہ عارف، مرزا اطہر بیگ سے ایک گفتگو، دنیازاد، نومبر ۲۰۱۶، کراچی: اے.جی پرنٹنگ پریس، ص ۲۶۹

۴۔ کامریڈ حسن ناصر کی یاد میں۔ sujag.org/print/60246

۵۔ صفدر سلطان اصلاحیؒ: ہمدم وہم راز ★ مضامین ڈاٹ کام - Mazameen.com

۷۔ محمد عاصم بٹ، مکالمہ (ممتاز ناول نگار و کہانی نویس مرزا اطہر بیگ سے ناول کی زبان اور اسلوب پر): بک پوسٹ، شمارہ نمبر 6، جون 2018ء، ص 8 تا 13

۷۔ مرزا اطہر بیگ، حسن کی صورت حال۔خالی۔جگہیں۔پر۔کرو، ۲۰۱۵، لاہور: سانجھ پبلی کیشنز، ص ۱۰۵